مکتوب

مفتی محمد زاہد
نائب مہتمم، جامعہ امدادیہ۔ فیصل آباد

محترم ومکرم جناب ڈاکٹر عزیز الرحمان صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

میں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور واقعاتِ سیرت کی تنقیح میں حدیث کے معروف مدونات کے علاوہ مآخذ سے استفادے کے بارے میں چند سطریں لکھی ہیں، جناب کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت صفیہ کے واقعے کے بارے میں ایک وضاحت:

بعض اوقات سیرت وتاریخ کی کتابوں اور ان کے مؤلفین کو بے وقعتی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، خود محدثین کے ہاں بھی یہ رجحان نظر آتا ہے کہ اہلِ سیر کو انھوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا (اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں کے منہجِ تحقیق الگ الگ رہے ہیں) واقدی جیسے حضرات پر ہونے والی بحثوں سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض گتھیاں سلجھتی ہی اس ''غیر معتبر'' طبقے کے بیانات سے ہیں۔

مثال کے طور پر ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ حدیث خصوصاً صحاح ستہ اور بالاخص بخاری میں جس شدید اختصار کے ساتھ روایت ہوا ہے، اس کے لیے اگرچہ ان محدثین کی طرف سے یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ ان کے معیارِ روایت کے مطابق بس اتنی یہی بات دست یاب ہوئی، تاہم بعض اوقات واقعے کی تکمیل اس کے اسنادی معیار سے کم اہم نہیں ہوتی۔

حضرت صفیہ ہی کے معاملے کو لے لیجیے، محدثین کے مذکورہ عذر کے علاوہ اس واقعے سے ایک فقہی

مسئلہ کہ عتق کو مہر بنایا جاسکتا ہے یا نہیں بھی نتھی ہوگیا۔ اس کے نتیجے میں ''جعل عتقہا صداقہا'' کا اختصار اور ایک خاص فقہی تشریح نے کئی الجھنیں پیدا کردیں۔

مثلاً یہ کہ اس کی ایک تشریح کے مطابق مطلب یہ بنتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتق کو مہر بنایا تھا، یعنی ان سے نکاح کا معاوضہ انہوں نے آزادی کی شکل میں حاصل کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کرنے کے صلے کے طور پر ان سے نکاح کا فائدہ حاصل کیا۔

اس کے علاوہ بھی روایتوں نے بعض الجھنیں پیدا کی ہیں۔

مجھے اس معاملے کی سب سے بہتر تصویر طبقاتِ ابن سعد میں ملی (جو کہ واقدی کے شاگرد خاص اور بلاذری وغیرہ کے شیخ ہیں)، اس کا لب لباب یہ ہے کہ حضرت صفیہ کو بہ طور باندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ملکیت یا حصے میں لینے کے بعد انہیں دو آپشن دیے تھے، ایک یہ کہ میں تمہیں بہ حفاظت تمہارے اہلِ خانہ تک پہنچا دیتا ہوں، دوسرے یہ کہ مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ ہی رہ پڑو، دوسری صورت میں تم عام کنیز کے طور پر نہیں بل کہ ام المومنین کے طور پر رہو گی۔ گویا ان کی آزادی ہر حال میں طے شدہ تھی، چاہے وہ واپس جانا چاہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا۔

ابن سعد نے محمد بن عمر (الواقدی) عن ابراہم بن جعفر عن أبیہ کی سند سے جو روایت نقل کی ہے، اس میں یہ لفظ بھی ہیں:

> **فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: اختاري، فإن اخترتِ الإسلام أمسكتُك لنفسي، وإن اخترتِ اليهودية فعسى أن أعتقك فتلحقي بقومك، فقالت: يا رسول الله لقد هويتُ الإسلام، وصدّقتُ بك قبل أن تدعوني، حيث صرتُ إلى رحلك، ومالي في اليهودية أَرَب، ومالي فيها والد ولا أخ، وخيّرتني الكفر والإسلام، فالله ورسوله أحب إليّ من العتق وأن أرجع إلى قومي، قال: فأمسكها رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه۔**

یہی مضمون بارہویں صدی ہجری کے ایک عالم العصامی نے سمط النجوم العوالی میں ابویعلی کے حوالے سے ان لفظوں سے نقل کیا تھا:

> **وروى أبو يعلى بأسانيد رجال الصحيح عن صفية رضي الله عنها قالت: انتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وما من الناس أحد أكره إليّ منه، قتل أبي وزوجي، فماز ال يعتذر إليّ ويقول: يا صفية إن أباك ألبَ عليّ العرب، و فعل و فعل، حتى ذهب ذلك**